سیرت طیبہ کی روشنی میں بچوں کی سماجی و معاشرتی تربیت

Physical, Social and Spiritual Development of a Child in the ligh of Seerat-e-Tayyaba

ڈاکٹر سید محمد شاہد ترمذی[1]

ڈاکٹر سمیع اللہ زبیری[2]

Abstract:

Among all creations of Allah Almighty, human being is the most honourable and respectful. Right from the birth, many factors effect the process of training of the new generation. For instance in childhood Mother's lap, environment of home, back ground of family, society and means of communication are the major factors. Children are the future of any nation, so they need to be treated with lore and affection. Islam gives much emphasis on the educating, treating and development of a child as they are the blessing of Allah Almighty. Proper arrangements for the upbringing of a child is the responsibility of a parents.

In this article for the training of a child three basic aspects; spiritual, social and physical development have been discussed.

The concept of children's punishment, its principles, levels of punishments, its limitations and conditions have also been discussed in the article.

All these questions are discussed in in the light of seerat-e-tayyaba.

Keywords: *Prophet ,children, society, reform , punishment*

تمہید

بچے کسی بھی معاشرے کا مستقبل ہوتے ہیں اس لیے وہی معاشرے کی امیدوں، آرزوؤں کا مرکز و محور ہوتے ہیں۔ اسی لیے تمام دوسرے معاشرتی طبقات کی بہ نسبت زیادہ توجہ، شفقت اور محبت کے مستحق ہوتے ہیں۔ کوئی معاشرہ بچوں کے بارے میں جو رویہ اختیار کرتا ہے وہی اس کا معاشرتی رویہ ہوتا ہے۔ تربیت کا سلسلہ جو ماں کی گود سے شروع ہوتا ہے اگلا مرحلہ گھر اور مکتب اور پھر معاشرہ کا ماحول ہوتا ہے۔ اگر ہم اس تعلق سے سیرت النبی ﷺ پر غور کریں کہ کس طرح وہ آداب و اخلاق، فحش و منکرات سے پاک معاشرہ کی تعمیر پر زور دیتی ہے کیونکہ معاشرہ کی تعمیر کا قیام امت مسلمہ کے اجتماعی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اور فریضہ قرار دیا گیا۔ یہ اہمیت بالکل فطری ہے کیوں کہ تمام مخلوقات میں انسان ہی ایسی مخلوق ہے جن کی پیدائش، ذہنی و جسمانی نشوونما کا عرصہ تمام

---

1 لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، نمل اسلام آباد

2 اسسٹنٹ پروفیسر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

مخلوقات سے زیادہ ہوتا ہے۔ مقالہ ھذا میں اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے بچوں کی روحانی، جسمانی اور سماجی تربیت کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں مختلف مراحل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

معاشرہ کا معنی و مفہوم

وارث سرہندی بیان کرتے ہیں:

"سماج، جماعت، سوسائٹی، ماحول، ہیت اجتماعی، تہذیب، تمدن، اجتماعیہ [1]

جمیل جالبی رقمطراز ہیں:

" معاشرہ، سماج، سوسائٹی، رفاقت، لوگوں کا گروہ جو کسی مشترکہ مقصد کے لیے باہم متحد ہو خصوصاً ادبی، سائنسی، سیاسی، مذہبی، فلاحی مقاصد یا شادمانی وغیرہ کے لیے" [2]

لویس معلوف کہتے ہیں:

معاشرہ عربی زبان کا لفظ ہے اس کا اصل مادہ " ع ش ر " ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے کہ کسی کے ساتھ مل کر رہنا، اور کسی کا ساتھی بن کر زندگی گزارنا[3]۔

ابن منظور معاشرے کے بارے میں رقمطراز ہیں:

اسی سے معشر کا لفظ ہے۔ معشر اس جماعت کو کہتے ہیں جس کے افراد کسی خاص مقصد کے لیے جمع ہوئے ہوں، جیسے معشر المسلمین اور معشر الجن والانس [4] وغیرہ۔

اسی طرح اس کے لیے مجتمع کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کا مطلب " جمع ہونے کی جگہ " لیکن مجازی طور پر لوگوں کی اس جماعت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جو خاص قوانین یا نظام کے پابند ہوتے ہیں جیسے " المجتمع القومی " اور " المجتمع الانسانی "[5] اس سے قومی اور انسانی سطح پر افراد کی سوسائٹی مراد ہے۔

تربیت لغوی معنی:

لفظ تربیت ربی یربی کا مصدر ہے جس کے معنی نشوونما دینے اضافہ ہونے یا بڑھنے کے ہیں [6]۔

لفظ تربیت اسم مونث ہے جس کے معنی پرورش، پالن، تعلیم، تادیب، تعلیم واخلاق اور تہذیب کے ہیں [7]۔

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

هو انشاء الشیء حالا فحالا إلی حد التمام [8]

کسی چیز کو یکے بعد دیگرے ایک حالت سے دوسری حالت میں اس طرح نشوونما دیتے رہنا کہ حد کمال کو پہنچ جائے۔

رب کا لفظ بطور مصدر استعمال ہو تو اس کا معنی تربیت دینا ہوتا ہے

الرب : هو المبلغ كل ما ابدع حد كماله الذى قدره[9]

رب وہ ہے جو اس چیز کو جسے اس نے ایجاد کیا ہے کمال کی اس حد تک پہنچا دیتا ہے جو حد اس چیز کے لئے اس نے مقدر فرمائی ہے۔

علامہ آلوسیؒ رقمطراز ہیں:

تبليغ الشى ء الى كماله بحسب استعداد الازلى شيئا فشيئا [10]

کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد و فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کمال تک پہنچانا۔

اصطلاحی مفہوم:

تربیت وہ جوہر ہے جو انسان کو ہر کام کا اہل بنا دیتا ہے خواہ وہ کام کسی نوعیت کا کیوں نہ ہو، یہ طبعیت میں گہرائی اور سوجھ بوجھ میں مہارت پیدا کرتی ہے[11]۔

تربیت اپنے شرعی مفہوم کے اعتبار سے انسانی نفس کی اصلاح اور اس کی (روح عقل وجسم) تمام پہلوؤں کی نشوونما کر کے اس کو حد کمال تک پہنچا دینے کا نام ہے[12]۔

بچوں کی تربیت کا اسلامی تناظر

بچے کی مثال ایک بیج کی سی ہے جس طرح اس کو مناسب ماحول اس کی بالیدگی میں مدد ومعاون ثابت ہوتا ہے اسی طرح ان موانع کو دور کیا جاتا ہے جو اس کی نشوونما میں حائل ہوں اس بیج کو ایک درخت بننے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اسی طرح بچوں کی تربیت اسکو معاشرہ کا ایک بہترین فرد بننے میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔

بچے کی تعلیم و تربیت معاشرے کی اساس ہے کیونکہ فرد سے خاندان اور خاندان سے معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اس لیے بچوں کی تربیت انہیں معاشرہ کا فعال حصہ بناتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بچوں کی تربیت کے حوالے سے یہ بنیادی اصول بیان فرمایا:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ[13]

ترجمہ: ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی، مجوسی یا نصرانی بناتے ہیں۔

والدین بچے کی تشکیل و تعمیر کرتے ہیں اور اسے جس رنگ میں چاہیں ڈھال دیں۔

نبی کریم ﷺ بچوں کی تربیت کا خاص اہتمام کرتے اس لیے ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی انتہائی اہمیت دیتے کیونکہ بظاہر ابتداء میں معمولی نظر آنے والے اعمال مستقبل میں انسانی شخصیت و کردار پر گہرے اثرات ڈالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ**[14]

ترجمہ: اے اہل ایمان تمہارے غلام اور تمہارے نابالغ (بچے) تین اوقات میں تم سے اجازت طلب کریں۔ نماز فجر سے پہلے، اور جب تم ظہر کے وقت اپنے کپڑے اتارتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔

ابن عاشورؒ بیان کرتے ہیں: معنی یہ ہے کہ تم اپنے غلاموں اور نابالغ بچوں کو حکم دو کہ وہ تمہارے پاس اجازت لینے کے بعد آئیں، کیونکہ گھر کے بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے چھوٹوں کو ادب سکھلائیں[15]۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ[16]

ترجمہ: حضرت انس بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے! جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اہل خانہ کو سلام کرو، یہ تمہارے اور اہل خانہ دونوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا **أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: "أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ، وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ**[17]

ترجمہ: اپنی اولاد کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو اور ان کے آداب بہتر کرو۔

حضرت جابر بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ[18]

ترجمہ: انسان کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

اسلام بچوں کی تربیت اور ان کو احکام کی پابندی کروانے کے لیے سن بلوغت سے پہلے سے تلقین کرتا ہے تاکہ جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان کے لیے ان اعمال پر عمل کرنا آسان اور سہل ہو۔ کیونکہ بچپن کی عمر میں بچے کو شرعی احکامات بجالانے کا حکم انہیں سکھانے

اور تربیت کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ ان کی طبیعت کا حصہ بن جائیں اور بعد میں ان کا بجالانا ان کے لیے آسان ہو اور ان اعمال سے ان کی دوری اور نفرت کم سے کم ہو۔

روحانی تربیت

بچے کے افکار اور سوچوں کا انداز مختلف ہوتا ہے، جس کا بڑوں کے طرز تفکر سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا بچے کی روح نہایت ظریف اور حساس ہوتی ہے اور ہر نقش سے خالی ہوتی ہے اور ہر طرح کی تربیت کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوتی ہے یہ ایسا مرحلہ ہوتا ہے، جس نے ابھی تک ایک مستقل شکل اختیار نہیں کی ہوتی جب کہ ہر طرح کی شکل قبول کرنے کی اس میں صلاحیت ہوتی ہے۔

بچوں کی روحانی تربیت میں سب سے پہلے مرحلہ عقائد کا آتا ہے کیونکہ عقیدہ ایک فکر اور نظریے کا نام ہے۔ اسی نظریے کی بنیاد پر انسان اپنی زندگی کے تمام معاملات کو سرانجام دیتا ہے۔ بچوں کے عقائد کی تربیت ایک بہترین انسان اور کامیاب معاشرہ کی بنیاد کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے بچوں کے عقائد کی تربیت پر بہترین رہنمائی کی ہے۔

حضرت ام سلیم بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئیں۔ اور ان کے شوہر جو کہ سفر پر گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو کہنے لگے: أصبوت؟ کیا تو بے دین ہو چکی ہے؟ کہتی ہیں میں نے کہا: ماصبوت ولکنی آمنت بھذا الرجل میں بے دین نہیں ہوئی بلکہ میں تو اس (رسول اللہ) پر ایمان لا چکی ہوں۔ پھر انہوں نے انس کو تلقین کرنا شروع کی کہ وہ (لا الہ الا اللہ) کہے اور (اشھد ان محمدا رسول اللہ) کہے۔ انس نے ایسے ہی کہا۔ حضرت انس کے والد کہنے لگے: لا تفسدی علی ابنی (میرے بچے کو نہ بگاڑو۔ تو وہ کہنے لگیں: یقینا میں اس کو بگاڑ نہیں رہی[19]۔

حضرت انس کے والد مسلمان نہیں تھے لیکن اس کے باوجود ان کی والدہ نے بچپن سے ہی حضرت انس کو عقیدہ کی تعلیم و تربیت دی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود اس بات کی تعلیم دی کہ بچوں کو سب سے پہلے اللہ کے بارے میں بتایا جائے۔

علم غیب اور عقیدۂ توحید

ایک چھوٹی بچی نے علم غیب کو نبی کریم ﷺ طرف منسوب کیا تو آپ ﷺ نے اس کے چھوٹے ہونے کے باوجود اس کی اس بات پر صرف نظر نہ کیا بلکہ اس کی اصلاح فرمائی۔

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا، يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ: «دَعِي هَذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ[20]

ترجمہ: میری شادی کی صبح رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، دو چھوٹی بچیاں جنگ بدر میں شہید ہونے والے میرے رشتہ داروں کے بارے میں اشعار پڑھ رہی تھیں۔ اسی دوران انہوں نے کہا: ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کو ہونے والی بات سے آگاہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیا کہہ رہی ہو؟ ایسامت کہو جو کچھ کل ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور صحیح بخاری کے الفاظ میں اس اضافہ کے ساتھ بیان کیا گیا: ایسی بات نہ کہو، اس سے پہلے جو بات کہہ رہی تھی وہ ہی کہتے جاؤ۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس مبالغہ آرائی سے اس لئے روکا کیونکہ اسی میں علم غیب کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی تھی، اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے[21]۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾[22]

ترجمہ: کہہ دیجیے آسمانوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔

نبی کریم ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ بچوں کے لیے مشفق اور مہربان تھے لیکن اس کے باوجود چھوٹی بچی کو غلط بات کہنے سے روکتے ہوئے اس کی بہترین تربیت کی۔

بچوں کو وحدانیت کی دعوت

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے بیان کرتے ہیں: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: «أَسْلِمْ»، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: «الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ[23]

ترجمہ: ایک چھوٹا لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار پڑا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے، اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے، اور فرمایا مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، جو اس کے پاس ہی موجود تھا، باپ نے اس کو کہا: ابو القاسم کی بات مان لو۔ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔

امام ابن حجر بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اس عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بچوں کو اسلام کی دعوت دی جائے اور اگر بچوں کا اسلام لانا صحیح نہ ہوتا، تو آپ ﷺ اس کو اسلام کی دعوت ہی نہ دیتے[24]۔

مدینہ منورہ میں ایک یہودی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کی ایک آنکھ بند اور دوسری ابھری ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ کو خدشہ ہوا کہ کہیں یہ بچہ دجال ہی نہ ہو۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ، حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الغِلْمَانِ، عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ، فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟»، فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الأُمِّيِّينَ[25]

ترجمہ: یقیناً عمر دس آدمیوں سے کم افراد کی ایک جماعت میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ابن صیاد کے پاس تشریف لے گئے، اور اس کو بنی مغالہ کی بلند عمارتوں کے قریب بچوں کے پاس کھیل میں مشغول پایا اور تب ابن صیاد زمانہ بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی پشت پر ہاتھ مارنے سے پہلے اس کو کسی بھی چیز کا احساس نہ ہونے دیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ اس نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور پھر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں۔

معاشرتی تربیت

بچے کی شروع سے اچھی تربیت کی جائے اس میں حق، نیکی اور خیر کو ترجیح دینے کا جذبہ پیدا کیا جائے تو یہ کام اس کی عادت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پھر اس میں علم، حوصلہ، صبر، تحمل، بردبار، کرم شجاعت اور عدل و احسان جیسے اخلاق حسنہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر بچے کی تربیت مناسب انداز سے نہ کی جائے تو وہ بری عادت کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ خیانت، جھوٹ، بے صبری، لالچ، زیادتی اور سختی جیسے اخلاق سیئہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

لباس

دنیا کی ہر مہذب اور باشعور قوم ستر پوشی اور لباس کو لازم قرار دیتی ہے اور لباس کے بغیر ستر کھول کر رہنا پسند نہیں کرتی، اطراف عالم میں شاید کوئی انسانی آبادی اور بستی ایسی ہو جو اس فطری قانون اور ضابطۂ حیاتِ انسانی سے انحراف کرتی ہو لباس اللہ تعالیٰ کی ایک اہم نعمت ہے جس کا مقصد ستر پوشی اور شرم و حیا کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ہے، لباس اگر ان تقاضوں کو پورا نہ کرے تو شرم و حیا کے رخصت ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ظاہری لباس کا ذکر فرماتے ہوئے معنوی لباس تقوی کی طرف ابھارا ہے جس میں شرم و حیا بھی داخل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾[26]

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوی کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کو زینت بنانے پر باقاعدہ دعا سکھائی:

الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي[27]

ترجمہ: اللہ تعالی کا شکر واحسان ہے جس نے ایسا لباس عطا فرمایا جس سے میرا بدن بھی چھپ جاتا ہے اور میری زندگی میں زیبائش بھی حاصل ہوتی ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ**[28]

ترجمہ: میری امت کے مردوں پر ریشمی لباس اور سونا حرام کیا گیا ہے اور عورتوں کے لیے جائز قرار دیا گیا ہے۔

ابن قدامہ بیان کرتے ہیں: یعنی امت کے چھوٹے بڑے سب مرد حضرات کو شامل کیا جائے گا۔

امام ابو بکر کاسانی فرماتے ہیں: مردوں پر ریشمی لباس کی حرمت میں چھوٹے بڑے کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حرمت کی اساس مذکر ہونے کو قرار دیا ہے[29]۔

قَدِمَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ كُسِيَ وَلَدُهُ الْحَرِيرَ فَنَزَعَ مِنْهُ مَا كَانَ عَلَى ذُكُورِ وَلَدِهِ، وَتَرَكَ مِنْهُ مَا كَانَ عَلَى بَنَاتِهِ[30]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان سفر سے تشریف لائے، ان کی اولاد نے ریشمی قمیضیں پہن رکھی تھیں۔ انہوں نے بچوں کی قمیضوں کو اتار پھینکا اور بچیوں کی قمیضوں کو رہنے دیا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أُمِّي، عَنْ أَبِي، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَأَنَا غُلَامٌ، وَعَلَيَّ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ ، فَقَالَتْ: يَا جَارِيَةُ، نَاوِلِينِيهِ، فَنَاوَلَتْهَا إِيَّاهُ، فَقَالَتِ: اذْهَبِي بِهِ إِلَى أَهْلِهِ، وَاصْنَعِي خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَقُلْتُ: لَا حَاجَةَ لِأَهْلِي فِيهِ، قَالَتْ: «فَتَصَدَّقِي بِهِ، وَاصْنَعِي لَهُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ[31]

ترجمہ: سعید بن حسین روایت کرتے ہیں: میں ام سلمہ کے ہاں آیا، اور تب میں چھوٹا بچہ تھا اور میں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ انہوں نے فرمایا: اے خادمہ! یہ انگوٹھی مجھے دے دو۔ خادمہ نے انہیں تھمادی۔ انہوں نے فرمایا: یہ اس کے گھر والوں کو دے آؤ، اور ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کرو۔ میں نے عرض کیا: میرے گھر والوں کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے (خادمہ) کو حکم دیا: اس کو صدقہ کردو، اور اس کے لیے چاندی کی انگوٹھی بنادو۔

یہ ایک بہترین تربیتی پہلو ہے کہ بچے کو بیک وقت غلطی سے منع بھی کیا جائے اور اس کو اس سے بہتر چیز بھی مہیا کی جائے تاکہ وہ بچہ اس چیز کو چھین جانا تصور نہ کرے۔ اور جب تک کسی بھی کام میں تربیتی اصول کے مطابق اگر نعم البدل نہ پیش کیا جائے تو وہ دعوت یا کام اپنے اہداف کو حاصل کرنے میں مکمل کامیاب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر بچوں کو ممنوعہ چیزوں سے روکتے ہوئے جائز چیزیں مہیا کی جائیں تو بچے اس کو فوراً قبول کریں گے۔

شکل وصورت

کوئی بھی انسان گفتگو کرنے سے پہلے اپنی شکل وصورت سے پہچانا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کی شکل وصورت انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور کچھ اعتبار سے شکل وصورت ملت، قوم اور علاقے کی پہچان بن جاتی ہے۔ سیرت طیبہ نے اس پہلو کو بھی کسی طرح نظر انداز نہیں کیا بلکہ بہترین ہدایات فرمائیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ» قَالَ: قُلْتُ لِنَافِعٍ وَمَا الْقَزَعُ قَالَ: «يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ بَعْضٌ»[32]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (القزع) سے منع فرمایا: میں نے دریافت کیا: القزع کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بچے کے سر کا کچھ حصہ منڈھوایا جائے اور باقی کو چھوڑ دیا جائے۔

ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کے اضافہ کے ساتھ: اس کے سارے بال منڈھ دو یا سارے رہنے دو[33]۔

علامہ عظیم آبادی ذکر کرتے ہیں: اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کے کچھ حصے کو مونڈھنا اور کچھ حصے کو چھوڑنا، وہ کسی بھی شکل میں ہو، خواہ آگے سے ہو یا پیچھے سے، ناجائز ہے۔ بچوں کے بارے میں یہ بات جائز ہے کہ ان کے سارے سروں کو مونڈھا جائے یا سارے سر کو چھوڑ دیا جائے[34]۔

فَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي الْمُغِيرَةُ، قَالَتْ: وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ، أَوْ قُصَّتَانِ، فَمَسَحَ رَأْسَكَ، وَبَرَّكَ عَلَيْكَ، وَقَالَ: «احْلِقُوا هَذَيْنِ - أَوْ قُصُّوهُمَا - فَإِنَّ هَذَا زِيُّ الْيَهُودِ»[35]

ترجمہ: ہم انس بن مالک کے پاس آئے، میری بہن مغیرہ نے کہا: اور تو اس وقت چھوٹا بچہ تھا، اور تیرے سر کے بالوں کی دو مینڈھیاں یا دو زلفیں تھیں، انہوں نے تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت دی اور فرمایا: ان دونوں کو یا تو مونڈ دو یا کتروا دو کیونکہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔

ملا علی قاری رقمطراز ہیں: اپنی اولادوں کے بالوں کی زینت کے سلسلے میں یہ ان کا طریقہ ہے لہذا تم اس بارے میں ان سے جدا طریقہ اختیار نہ کرو[36]۔

پازیب کی آواز پر ڈانٹ

عورت کا مطلب چھپی ہوئی۔ اس لیے اس کی تربیت کرتے ہوئے ابتدائی مراحل پر نظر رکھنا انتہائی بنیادی مسئلہ ہے۔ بچیوں کو ابتداء میں ان تمام امور سے نہ صرف منع کرنا بلکہ ان کی خوب اچھے طریقے سے تربیت کرنا ضروری ہے جو کہ کسی بھی طریقے سے ان کے ستر ختم کو کرنے کا سبب ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ، فَقَالَتْ: لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ»[37]

ترجمہ: حضرت عائشہ کے پاس ایک بچی آئی اور اس نے پازیبیں پہن رکھی تھیں بچی کے حرکت کرنے پر وہ آواز دے رہیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: ان پازیبوں کو کاٹ پھینکنے تک اس بچی کو میرے پاس نہ لانا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

حضرت عائشہ نے معاشرے کا جھوٹے رکھ رکھاؤ کو نظر انداز کرتے ہوئے مداہنت کا سہارا نہ لیا بلکے نہ صرف اس چھوٹی بچی کو غلط کام سے روکا بلکہ اس کے والدین کو بھی اس پر تنبیہ کی۔

کھانے کے آداب

عمر بن سلمہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابو سلمہ کے بیٹے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پرورش کرتے تھے۔ جب وہ پلیٹ میں ادھر ادھر ہاتھ مار رہے ہوں گے تو آپ نے ان کو کھانے کے آداب بتاتے ہوئے فرمایا

عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ، يَقُولُ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا غُلَامُ، سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ»[38]

ترجمہ: حضرت عمرو بن ابی سلمہ سے روایت ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں زیر پرورش تھا، اور میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں گھومتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے لڑکے! اللہ تعالی کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے آگے سے تناول کرو۔

عمرو بن ابی سلمہ یتیم بچے تھے، آپ ﷺ نے ان کی تربیت کرنے کے لی بہترین اسلوب اختیار کرتے ہوئے نہایت شفقت کے ساتھ اپنے قریب بلایا اور مخاطب ہوئے، یہ اسی بات کا نتیجہ تھا کہ خود عمرو بیان کرتے ہیں میں نے اس کے بعد آپ ﷺ کے بیان کردہ اسلوب کو اپنے لیے لازم کر لیا اور وہ میری عادت کا حصہ بن گیا۔ بچوں کے ساتھ تربیت میں نرمی، شفقت اور محبت نتائج کو جلد اور تادیر برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہے۔

جسمانی تربیت

بچپن میں فطری طور پر بچے کھیل کود کے شوقین ہوتے ہیں، جس سے ان کے اعضائے جسمانی کی ورزش ہوتی رہتی ہے، جو ان کی بہتر نشوونما کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ کھیل جہاں بچوں کی بہتر نشوونما میں معاون ہوتی ہے وہیں طلبہ کی کردار سازی اور نفسیاتی تربیت میں بھی مدد ملتی ہے۔ کھیلوں میں جسم کو کافی حرکت دینی پڑتی ہے اور جسمانی محنت و مشقت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لیے سانس کی آمد و رفت، دوران خون، نظام انہظام اور نظام اخراج وغیرہ میں باقاعدگی رہتی ہے، اعصاب اور عضلات پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے اور اعضا اپنی اپنی جگہ ٹھیک کام کرتے ہیں۔ اجتماعی کھیلوں کے ذریعے بچے اپنے ہم جولیوں کے ساتھ تعاون و ہمدردی، قاعدوں، ضابطوں کی پابندی، مقابلہ و مسابقت میں اعتدال، اطاعت و قیادت اور دھاندلیوں کا مقابلہ اور اپنی باری کا انتظار کرنے کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ ہم جولیوں کا پاس و لحاظ کرنا، لاقانونیت کی حد تک بڑھتی ہوئی آزادی کو دوسروں کی خاطر محدود کرنا اور اپنی خواہشات اور ذاتی دلچسپیوں کو اجتماعی مفاد پر قربان کرنا بھی وہ منظم کھیلوں کے ذریعے سیکھتے ہیں۔

گھوڑ سواری کی تربیت

تمام مخلوقات میں انسان ہی ایسی مخلوق ہے جن کی پیدائش، ذہنی جسمانی نشوونما کا اتنا لمبا عرصہ ہوتا ہے۔ اور اس عرصہ کے ہر مرحلہ میں الگ الگ عوامل نئی نسل کی تربیت و تعلیم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جسمانی تربیت کے لیے فرماتے ہیں:

ارْمُوا وَارْكَبُوا، وَلَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، كُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ، إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ أَهْلَهُ، فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ[39]

ترجمہ: تیر اندازی اور سواری سیکھو اور تمہارا تیر پھینکنا میرے نزدیک سواری سے زیادہ بہتر ہے پھر ہر وہ کھیل جس سے مسلمان کھیلتا ہے باطل (بیکار) ہیں۔ سوائے تیر اندازی اپنے گھوڑے کو سدھانا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا یہ تینوں صحیح ہے۔

عَلِّمُوا أَبْنَاءَكُمُ السِّبَاحَةَ وَالرَّمْيَ،[40]

ترجمہ: اپنی اولاد کو تیراکی، تیر اندازی سکھاؤ اور یہ بات بھی سکھاؤ۔

یہ ایسے کھیل ہیں کہ ان سے بچوں کے اندر خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہ کھیل جسمانی ورزش کے ساتھ مستقبل میں ان کی زندگی میں دوسروں کی مدد اور رفاہ عامہ کے کاموں کے لیے مددگار اور معاون ثابت ہوں گے۔ جو کہ معاشرے میں ایک ذمہ دار شہری کا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

بچوں کے درمیان کھیل کے مقابلے کروانا

بچوں کے درمیان نصابی و غیر نصابی سرگرمیوں میں مقابلہ کروانا ان کی جسمانی و تعلیمی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اور ایسا کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کسی بھی صورت میں جیت جانے والے اور ہارنے والے بچوں میں حسد پیدا نہ ہو بلکہ ان مقابلہ جات سے ان کی جسمانی تربیت اور آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُفُّ عَبْدَ اللهِ، وَعُبَيْدَ اللهِ، وَكُثَيِّرًا بَنِي الْعَبَّاسِ،ثُمَّ يَقُولُ:" مَنْ سَبَقَ إِلَيَّ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا " قَالَ: فَيَسْتَبِقُونَ إِلَيْهِ فَيَقَعُونَ عَلَى ظَهْرِهِ وَصَدْرِهِ، فَيُقَبِّلُهُمْ وَيَلْتَزِمُهُمْ[41]

ترجمہ: آپ ﷺ نے عبداللہ عبیداللہ اور کثیر کی صف بندی کی پھر فرمایا کہ: جو پہلے میری طرف دوڑ کر آئے گا، اسے اتنا انعام ملے گا۔ چنانچہ سب بچے دوڑتے ہوئے آئے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک اور سینہ پر آ کر گرے، آپ ﷺ نے ان کو بوسہ دیا اور اپنے سینے سے لگایا۔

بچوں کا کھیلنا

بچوں کو کھیل کے مواقع مہیا کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ بچے کون سا کھیل رہے ہیں۔ اس بات کو ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ وہ کھیل مہذب اور باادب ہوں اور اس سے بچوں کی جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت مقصود ہو۔ اور کسی بھی صورت میں اس بات کو نظر انداز نہ کیا جائے کہ بچے دوسرے بچوں سے کھیلتے ہوئے ناپسندیدہ عادات کو اختیار کر رہے ہیں یا بد زبانی سیکھ رہے ہیں۔

قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَفِي حِجْرِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتُحِبُّهُمَا؟، قَالَ: «وَكَيْفَ لَا أُحِبُّهُمَا وَهُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا أَشُمُّهُمَا [42]

ترجمہ: حضرت جابر بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ہمیں کھانے کی دعوت دی گئی تو دیکھا کہ حسین بچوں کے ساتھ راستے میں کھیل رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور اپنے ہاتھ دراز کیے۔ حضرت حسین ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اس کو ہنستے ہنساتے رہے، یہاں تک کہ اسے پکڑ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی پر اور دوسرا ان کے کانوں کے درمیان رکھا، پھر انہیں گلے لگا کر چومنے لگے پھر فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

کھیل کود کو باعث تفریح اور تربیت ہونا چاہیے نہ کہ کسی کو تکلیف یا اذیت دینے کے لیے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے تمام کھیل کھیلنے سے سختی سے منع کیا کہ جن کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچایا جا رہا ہو یا کسی طرح سے اذیت میں مبتلا کیا جا رہا ہوں۔

مَرَرْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، فَإِذَا فِتْيَةٌ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، لَهُمْ كُلُّ خَاطِئَةٍ، قَالَ: فَغَضِبَ، وَقَالَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالَ: فَتَفَرَّقُوا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: " لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُمَثِّلُ بِالْحَيَوَانِ [43]

ترجمہ: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں میں ابن عمر اور ابن عباس کے ساتھ مدینہ منورہ کے کسی راستے سے گزر رہا تھا تو دیکھا کہ کچھ بچے مرغی کو نشانہ بنا رہے ہیں اور ان کا نشانہ اور تیر خطا جا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر کہ انہیں غصہ آیا اور اور پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ سب منتشر ہو گئے۔ ابن عمر نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جو جاندار کو نشانہ بنائے۔

بچوں کو ادب سکھانا

بچپن میں بات کو قبول کرنے، جلد اثر لینے اور بات کو ماننے کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی تربیت کرتے ہوئے ان کو آداب سکھانا ایک نہایت ضروری ہے۔ اس ضمن میں ان کو سزا دینا یا کسی طریقے سے تنبیہ کرنا ایک فطری عمل ہے لیکن اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہ بچے کی طبیعت یا اس کا ماحول کس بات کا متقاضی ہے تاکہ بچوں کو لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست، انداز گفتگو، اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے تمام معاملات زندگی میں مہذب طرز زندگی گزارنے کی عادت ڈالی جائے۔ بچے سے سرزد ہونے والی غلطی پر سزا دینے سے پہلے لازم ہے کہ اس کے فکری و عملی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے۔ اس طرح اصلاح اور تربیت آسان تر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بچوں کی بیشتر غلطیوں کا سبب لاعلمی اور کم فہمی ہوتی ہے اس لیے ان کی بے فکری اور کم فہمی کو احسن طریقے سے دور کرنا ضروری ہے۔

عبدالرحمن بن ابی عقبہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک تھا، میں نے ایک مشرک پر وار کیا اور کہا یہ لیجیے، میں ایک ایرانی لڑکا ہوں، نبی کریم ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم نے یہ کیوں نہیں کہا: میں انصاری لڑکا ہوں؟ کسی قوم کا بھتیجا انہی میں شمار کیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے انتہائی رحمت اور شفقت کے ساتھ دوران جنگ اس بچے کی اصلاح فرمائی اور انتہائی اچھے طریقے سے اس یہ بات فرمائی۔

بچوں کی جنسی تربیت

سیرت طیبہ انسان کی تربیت کے ہر مرحلے میں توازن کی ترغیب دیتی ہے۔ حتی کہ ایسے امور بھی جو خالصتاً پوشیدہ ہوتے ہیں ۔ جنسی جذبات ایک فطری امر ہیں، بچوں کے ان جذبات کو مہذب، معتدل اور پاکیزہ بنانے کے لیے ان کی تربیت کا عمل بچپن سے شروع کیا جانا ضروری ہے۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں جو ہدایات دی گئی وہ نہ صرف عصر حاضر میں جنسی انحرافات سے بچانے میں مددگار ہیں بلکہ ایک صاف اور پاکیزہ فطرت معاشرہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتیں ہیں۔

گھر میں اجازت طلب کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اصول بیان کرتا ہے تاکہ تمہاری معاشرت برائی اور بے حیائی سے محفوظ رہے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہر کام اور بات کو پوری طرح جانتا ہے اور اس کے ہر حکم میں حکمت اور دانائی ہوتی ہے۔ ہاں جب نابالغ بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اسی طرح اجازت لینے کے پابند ہیں جس طرح تمہارے بڑے لوگوں کے لیے اجازت لینا ضروری ہے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ، مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ۄ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ . لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ . طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ,كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ . وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾[44]

ترجمہ: اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اجازت لیا کریں تمہارے غلام اور لونڈیاں اور تمہارے وہ بچے بھی جو ابھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچے 'تین اوقات میں فجر کی نماز سے پہلے 'اور جب تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو دوپہر کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں ان اوقات کے بعد (وہ بلا اجازت آئیں تو) تم پر اور ان پر کوئی حرج نہیں تم ایک دوسرے کے پاس پھرتے پھراتے ہی رہتے ہو اسی طرح اللہ واضح کرتا ہے تمہارے لیے اپنی آیات۔ اور اللہ علیم ہے 'حکیم ہے۔

نگاہیں پست رکھنے کا حکم

آنکھ کھڑکی کا کام کرتی ہے جس سے باہر کی دنیا کو دیکھنے میں مدد ملتی ہے، بچے جو کچھ دیکھتے ہیں لاشعوری پر ان کے ذہن میں نقش ہو جاتا ہے۔ اس لیے انہیں بچپن میں ہی نگاہیں نیچی رکھنے کر تربیت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ. فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ[45]

ترجمہ: فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ قبیلہ خثم کی ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو فضل اس کی طرف اور وہ فضل کو دیکھنے لگی، نبی کریم ﷺ نے فضل کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا۔

كنت رديفَ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - من جَمع إلى منًى، فبينا هو يسير إذ عَرَض له أعرابي مردفاً ابنةً له جميلةً، وكان يسايره، قال: فكنت أنظر إليها، فنظر إليّ النبيُّ - صلى الله عليه وسلم - فقلَّب وجهي عن وجهها، ثم أعدتُ النظر، فقلب وجهي عن وجهها، حتى فعل ذلك ثلاثاً، وأنا لا أنتهي،[46]

ترجمہ: فضل بن عباس کہتے ہیں کہ میں مزدلفہ سے منیٰ تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ اس دوران آپ چلے جارہے تھے۔ کہ ایک دیہاتی آدمی سامنے آیا جس نے اپنی خوبصورت بیٹی کو اپنا ردیف بنایا ہوا تھا، میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔ نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو میرے چہرے کو اس کے چہرے سے پھیر دیا۔ میں نے دوبارہ دیکھنے لگا تو آپ ﷺ نے دوبارہ میرے چہرے کو اس کے چہرے سے پھیر دیا، اس طرح تین مرتبہ ہوا اور میں باز نہیں آرہا تھا۔

تادیب میں تدرج

ہر بچہ اپنی عمر اور تجربے کے لحاظ سے سوچتا ہے، اس اعتبار سے ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اسے ٹھیک لگتا ہے۔ کیونکہ اس کا دماغ اور اس کی سوچ اس کام کو ٹھیک سمجھ رہی ہوتی ہے۔ جبکہ بعض اوقات ہمارا تجربہ اور ہماری سوچ اسے غلط سمجھ رہی ہوتی ہے اور اگر ہم اسے سختی سے یا سزا دے کر منع کریں گے تو وہ سختی یا سزا کے دباؤ سے بچنے کے لئے وہ کام کرنا بند کردے گا، مگر چونکہ اس کا دماغ اس کام کو درست سمجھ رہا ہوتا ہے اور ان سے وہی کام کروانا چاہتا ہے اس لیے وہ سختی ختم ہوتے ہی وہ کام دوبارہ شروع کردے گا، جس سے ہمیں مزید غصہ آئے گا اور ہم مزید سختی کرنا چاہیں گے۔

بچے بار بار غلطی کرتے ہیں اور ان کی بار بار اصلاح کرنا پڑتی ہے لیکن کچھ معاملات میں بار بار منع کرنے کے باوجود اگر وہ باز نہ آئیں تو ان کے بارے میں تادیبی کاروائی کرنے کی اجازت نبی کریم ﷺ تادیبی انداز میں فرمائی۔

ڈانٹنا

بچوں کو تادیب کے عمل سے گزارنے کے لیے سب سے پہلا مرحلہ ان کی غلطی پر ان کی ڈانٹ ڈپٹ کرنا تاکہ ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔ حضرت یزید بن اصم کہتے ہیں اور حضرت عائشہ کے بھانجے نے مدینہ طیبہ کے باغ میں پھلانگ کر کچھ پھل کھائے جس پر حضرت عائشہ نے ہمیں ڈانٹا۔

وہ بیان کرتے ہیں عائشہ کے مکہ سے واپس آتے ہوئے میں اور ان کا بھانجا طلحہ بن عبیدہ کا بیٹا راستے میں ان سے ملے، اور وہ ان کا بھانجا تھا، اور (اس سے پہلے) انہیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ ہم نے مدینہ کے ایک باغ میں داخل ہو کر وہاں سے کچھ کھایا ہے۔ انہوں نے اپنے بھانجے کی خوب ڈانٹ ڈپٹ کی۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئیں اور مجھے نصیحت کی، پھر انہوں نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالی نے تجھے نبی ﷺ کے اہل بیت میں شامل فرمادیا ہے؟ واللہ! میمونہ کی وفات کے بعد تجھے کوئی پوچھنے والا نہیں رہا[47]۔

اعضاء کو چھونا

دوسرے مرحلے پر بچوں کے اعضاء مثلاً ہاتھ، کان کو اس انداز سے چھونا کہ ان کو ان کے کئے گئے کام پر تنبیہ ہو اور اس طرح ان کو شفقت بھری تکلیف کا احساس بھی ہو

حضرت علی سے بیان ہے وہ فرماتے ہیں: لَمَّا بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ. فَقُلْتُ: تَبْعَثُنِي وَأَنَا رَجُلٌ حَدِيثُ السِّنِّ، وَلَيْسَ لِي عِلْمٌ بِكَثِيرٍ مِنَ الْقَضَاءِ؟ قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: " اذْهَبْ. فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ،وَيَهْدِي قَلْبَكَ[48]

ترجمہ: جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تو میں نے عرض کیا۔ آپ مجھے مبعوث فرمارہے ہیں اور میں ابھی نوعمر ہوں، اور مجھے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کچھ تجربہ نہیں ہے۔ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر ضرب لگائی، اور فرمایا: جاؤ اللہ تعالی تمھاری زبان کو ثبات اور تمہارے دل کو ہدایت عطا فرمائے گا۔

قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْدُمُهُ، قَالَ: فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ[49]

ترجمہ: حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے: یقیناً ان کے والد نے خدمت کی غرض سے انہیں نبی کریم ﷺ کے حضور پیش کیا۔ انہوں نے بیان کیا: میرے پاس سے نبی کریم ﷺ گزرے اور میں تب نماز ادا کر چکا تھا، تو آپ ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے مجھے ٹھوکر لگائی۔

علامہ مبارک پوریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: فضربنی برجلہ ای للتنبیہ آپ نے مجھے اپنے قدم سے تنبیہ کی غرض سے ٹھوکر لگائی[50]۔

چابک دکھانا

جب بچے ان تمام مراحل کو نہ مان رہے ہوں تو ان کی تربیت کے لیے ان کو ایسی چیز دکھانا کہ جس سے ان کے اندر خوف پیدا ہو کا مرحلہ آتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے خاص طور پر ان چیزوں کو لٹکانے یا ان کو دکھانے پر ضرور دیا تا کہ ان کو بغیر ان اشیاء کے استعمال کے نتائج کا ادراک کروانے اور ان کو کی گئی غلطی پر سزا کا احساس دلایا جاسکے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِتَعْلِيقِ السَّوْطِ فِي الْبَيْتِ[51]

ترجمہ: ابن عباس بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے گھر میں چابک لٹکانے کا حکم فرمایا

مارنا

جب بچے ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد بھی شرارتوں سے باز نہ آئیں اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہیں تو ان کی تربیت کے لیے تادیب سے کام لینے کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ مربی جیسے جی چاہیے ان کو سزا دے بلکہ سیرت نبوی سے ہمیں اس بارے میں بھی بہترین رہنمائی ملتی ہے۔

مارنے کی ابتداء دس سال کی عمر کے بعد ہوگی

خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ بِالْمَدِينَةِ وَأَنَا غُلَامٌ لَيْسَ كُلُّ أَمْرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي أَنْ أَكُونَ عَلَيْهِ مَا قَالَ لِي فِيهَا أُفٍّ قَطُّ[52]

ترجمہ: حضرت انس بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی آپ ﷺ نے مجھے کبھی نہیں ڈانٹا

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ[53]

ترجمہ: اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر نماز ترک کردیں تو ان کی پٹائی کرو۔

دس سال سے پہلے والدین اور مربی پر لازم ہے کہ وہ شفقت و محبت سے کام لے اور صبر و بردباری کو اپنا طریقہ بنائے۔ نبی کریم ﷺ نے بچوں کی تربیت کرتے ہوئے یہ بات فرمائی کہ اگر وہ دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں اور تادیباً ان کی سرزنش کی جائے۔ یہ تادیب کسی بھی طرح بچے کے لیے ذہنی کوفت اور انتقامی نہ ہو اور نہ ہی اس کی ذہنی، فکری نشوونما کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

شیخ علقمی بیان کرتے ہیں: پٹائی سے مراد ایسا مارنا ہے کہ (بچہ) زخمی نہ ہو اور مارتے ہوئے چہرے کو بچایا جائے[54]۔

شیخ ابن الاخوۃ بچوں کی پٹائی کے حوالے سے لکھتے ہیں: بچے کو ایسی چھڑی سے نہ مارے کہ ہڈی توڑ دے، اور نہ ہی اس قدر نرم ونازک ہو کہ بچے کو درد کا احساس نہ ہو، بلکہ چھڑی درمیانی قسم کی ہو، کولہوں، رانوں اور پاؤں کے نچلے حصے میں مارے کیونکہ ان جگہوں پر مارنے سے بیماری یا زخم کا اندیشہ نہیں ہوتا[55]۔

خلاصہ بحث

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ہم بچوں کی معاشرتی تربیت کو اس نہج پر لا سکتے ہیں کہ ان کو سماجی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینا سکھائیں کیونکہ اس عمر میں معاشرتی خوبیاں وعادات نشوونما پاتی ہیں۔ اس لیے کوشش کرنی چاہئے کہ ذاتی دلچسپیوں کے ساتھ ساتھ ان کی دلچسپیوں کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ بچوں کو دوسروں کے ساتھ رہنے، کھانے پینے اور کھیلنے کودنے کے وافر مواقع فراہم کیے جائیں جس کے ذریعے وہ دوسروں کے حقوق کو بہتر طریقے سے جان سکیں گے۔

بچوں کی معاشرتی تربیت میں جہاں سنجیدہ کوشش کا بڑا مقام ہے وہاں بڑی آسانی سے بعض خامیوں کو ہنسی، مزاح، شگفتہ کلامی اور بعض طفلانہ طریقوں سے دور کیا جاسکتا ہے۔ محض خشک وعظ ونصیحت بچے پر زیادہ اچھا اثر نہیں ڈالتی۔

بچوں کی فکر اور روحانی تربیت کو ان کی عمر کے کسی بھی مرحلے پر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہی سوچ وفکر اس کی زندگی کو پائیدار اور حقیقی بنانے میں مدد دیتی ہے۔

اسی طرح تفریحی کیمپوں، کھیلوں کے مقابلوں سے وابستہ ہو کر بچے دوسروں کو سمجھنے اور معاشرتی ذمہ داریاں نبھانے کی تربیت حاصل کرتے ہیں اور یہ بچوں کو کامیاب زندگی کے اصول سکھانے میں مددگار ہوتیں ہیں جس سے ملاقات، چلنے پھرنے، خوش اخلاقی، فرمان برداری، انکساری اور عفو ودرگزر کے جذبات پروان چڑھا کر کامیاب اجتماعی زندگی گزارنے کا عادی بنایا جاسکتا ہے۔ یہی وہ بنیادی امور ہیں جو کسی بھی معاشرے کی اصلاح اور اس کی نسل نو کو تیار کرنے میں انتہائی مددگار اور معاون ثابت ہوسکتے ہیں جس کی بنیاد پر فلاحی معاشرہ ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

مصادر ومراجع

1 سرہندی، وارث، قاموس مترادفات، اردو سائنس بورڈ، لاہور، 1986م، (مادہ ع ش ر) ص:1173

2 جالبی، جمیل، قومی انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، اسلام آباد، 1992م، ص:860

3 أبو الحسن علي بن الحسن، المنجد في اللغة، تحقيق: دكتور أحمد مختار عمر، دكتور ضاحي عبد الباقي، عالم الكتب، القاهرة، الطبعة: الثانية، 1988م، (مادہ ع ش ر) ص:507۔

4 ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1408ھ۔(مادہ ع ش ر) 574/4

5 المنجد فی اللغۃ، (مادہ ع ش ر) ص:101۔

6 بلیاوی، مصباح اللغات، مکتبۃ قدوسیۃ، اردو بازار لاہور، ص852۔

7 دہلوی، مولوی سید احمد، فرہنگ آصفیہ، جلد اول تا چہارم سنگ میل پبلشرز لاہور، 2002م 1۔600۔

8 اصفہانی، مفردات القرآن، اہل حدیث اکادمی لاہور، 1791ء، ص273۔

9 ندوی محمد حنیف، لسان القرآن، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص45۔

10 آلوسی، محمود، روح المعانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 401\3۔

11 نور الحسن، نور اللغات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد طبع سوم 2006، 950\1۔

12 مفتی ثناء اللہ محمود، رسول اللہ ﷺ کا انداز تربیت، دار اشاعت کراچی، ستمبر 2005ء، ص:29۔

13 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، محقق، محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، ط-2، 1421ھ، باب اذا اسلم الصبی فمات، حدیث 1359، 95\2۔

14 النور:58۔

15 ابن عاشور، محمد طاہر، تفسیر التحریر والتنویر، الدار التونسیہ للنشر تونس، 1399ھ، 292\18۔

16۔ ترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن الضحاک، سنن الترمذی، محقق احمد محمد شاکر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی۔ مصر، ط2، 197م، باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل البیت، حدیث 2698، 59\5۔

17۔ ابن ماجۃ، محمد بن یزید القزوینی، محقق شعیب الارنؤوط، دار الرسالۃ العالمیۃ، ط:1، 2009م، باب بر الوالد والاحسان الی البنات، حدیث 3671، 4-636۔

18۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی ادب الولد، حدیث 1951، 337\4۔

19 ذھبی، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ۔ بیروت، ط-2، 1402ھ، 305\2۔

20 صحیح بخاری، باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ، حدیث 4001، 202\9۔

21 ابن حجر، احمد بن حجر، فتح الباری، رئاسۃ ادارت البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ، 203\9۔

22 سورۃ النحل:65۔

23 صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات ھل یصلی علیہ؟، حدیث 1356، 219\3۔

24 فتح الباری، 219\3۔

25 صحیح بخاری، باب کیف یعرض الاسلام علی الصبی؟ حدیث 1354، 171\6۔

26 الاعراف 26:7۔

27 سنن ترمذی، باب، حدیث 3560، 558\5

28 سنن الترمذی، باب ماجاء فی الحریر والذھب، حدیث 1720، 313\5۔

29 الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتاب العربی بیروت، ط2، 1402ھ، 131\5۔

30 ابن شیبہ، المصنف کتاب العقیقہ، باب فی لبس الحریر و کراھیۃ لبسہ، حدیث 4708، 161\8۔

31 مصنف ابن شیبہ، کتاب العقیقہ، حدیث25143، 8\279۔
32 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب کراھیۃ القزع، حدیث113، 3\1675۔
33 عبد الرزاق، المصنف، کتاب الجامع، باب القزع، حدیث19564، 10\421۔
34 آبادی، محمد شمس الحق، عون المعبود، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ط1، 1410ھ، 11\166۔
35 ابی داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب ما جاء فی الرخصۃ، حدیث4191، 11\167۔
36 ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، المکتبۃ التجاریۃ مکۃ مکرمۃ، 8\261۔
37 سنن ابی داود، کتاب الخاتم، حدیث4225، 4\92۔
38 صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، حدیث5376، 9\521۔
39 سنن ترمذی، باب ما جاء فی فضل الرمی فی سبیل اللہ، حدیث1637، 4\174۔
40 بیہقی، احمد بن الحسین بن علی، شعب الایمان، تحقیق عبد العلی عبد الحمید، مکتبۃ الرشد، 2003م، حدیث8297، 11\135۔
41 احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، محقق شعیب الارنووط، موسسۃ الرسالۃ، ط-1، 2001م، حدیث1836، 3\335۔
42 طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر، تحقیق حمید بن عبد المجید، مکتبۃ ابن تیمیہ، 1994م، 4\155۔
43 مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمر، حدیث5018، 5\235۔
44 سورۃ النور24:58۔
45 صحیح بخاری، باب الحج عمن لا یستطیع الثبوت علی الراحلۃ، حدیث1513، 2\973۔
46 مسند احمد، مسند فضل بن عباس، حدیث1821، 2\406۔
47 حاکم، مستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، 4\23۔
48 مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب، حدیث1145، 2\356۔
49 سنن ترمذی، باب فضل لا حول ولا قوۃ الا باللہ، حدیث3581، 5\570۔
50 مبارک پوری، محمد عبد الرحمن، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ط1، 1410ھ، تحفۃ الاحوذی 1\30۔
51 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح الادب المفرد، تحقیق ناصر الدین الالبانی، دار الصدیق، 1997م، 1\477۔
52 سنن ابی داود، باب فی الحلم واخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث4774، 4\247۔
53 سنن ابی داود، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، حدیث494، 1\133۔
54 عون المعبود، 2\114۔
55 ابن الاخوۃ، معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1976م، ص261۔

★ ★ ★